(12)

مختلف ممالک میں اسلام اور احمدیت کی ترقی کے آثار

تبلیغ کے جو نئے رستے کھل رہے ہیں دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ اُن میں ہمیں کامیابی بخشے

(فرمودہ 19 / اپریل 1957ء بمقام ربوہ)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

''پچھلے ہفتہ میں نے پھر رؤیا میں اپنے آپ کو قادیان میں دیکھا ہے اور آج رات بھی میں نے ایسا ہی نظارہ دیکھا۔ آج رات جو نظارہ میں نے دیکھا ہے اس میں کچھ انذار کا بھی پہلو تھا۔ لیکن وہ انذار کا پہلو احمدیوں اور دوسرے مسلمانوں کے لیے نہیں بلکہ وہ انذار کا پہلو غیر مسلموں کے لیے تھا۔ مگر چونکہ اس کے بیان کرنے سے بات لمبی ہو جاتی ہے اس لیے میں اس بات کو آج بیان نہیں کرتا کیونکہ رمضان کی وجہ سے کچھ تو سارا دن قرآن کریم کی تلاوت کرنی پڑتی ہے اور جمعہ کے سوا باقی دنوں میں دوسرے کاموں کے علاوہ قرآن کریم کے ترجمہ پر نظرِ ثانی کرنے کا کام بھی ہوتا ہے اس سے بہت کوفت ہو جاتی ہے۔ پھر آج جمعہ پر آنے سے تھوڑی دیر قبل ہی ایک خاتون نے اپنی مصیبتوں کا ذکر شروع کر دیا۔ چونکہ اُس خاتون کا ہمارے خاندان سے پرانا تعلق ہے اس لیے مجھے اُس کی باتیں سننی پڑیں جس کی وجہ سے طبیعت میں اَور بھی کوفت پیدا ہوئی۔ اس لیے آج میں مختصراً ہی بتاتا ہوں۔

جیسا کہ میں نے پہلے بھی ایک خطبہ میں کہا تھا کہ تم بعض لوگوں کے مرتد ہو جانے سے گھبراؤ

نہیں۔قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ صاف فرماتا ہے کہ اگر تم سچے مومن ہو اور تم سے نکلنے والا واقعی مرتد ہے۔تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں تمہیں ایک جماعت دے گا1 اور میں نے بتایا تھا کہ چند لوگوں کے مرتد ہوجانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے جماعت کو خاص طور پر ترقی دینی شروع کی ہے۔چنانچہ فلپائن سے بہت سی بیعتیں آئی ہیں۔اُس وقت میں نے بتایا تھا کہ 72 بیعتیں آچکی ہیں۔اس کے بعد اَور بیعتیں آئیں اور پھر نئی جگہوں سے آئیں۔چنانچہ اب ان کی تعداد 78 ہوچکی ہے۔اسی طرح ڈچ گی آنا سے اطلاع آئی ہے کہ وہاں ایک نئے شہر میں احمدی جماعت قائم ہوگئی ہے اور اُن لوگوں میں اسلام اور احمدیت کے متعلق تعلیم حاصل کرنے کا بہت شوق ہے۔پھر آج کیپ ٹاؤن (جنوبی افریقہ) سے ایک انگریز عورت کی بیعت کا خط آیا ہے جو بہت لائق عورت ہے اور کئی کالجوں میں پڑھاتی رہی ہے۔وہ لکھتی ہے کہ میں دیر سے اسلام لائی ہوئی تھی لیکن اس کے اظہار کا مجھے موقع نہیں ملا تھا۔اب میں نے لوگوں کو بتادیا ہے کہ میں مسلمان ہوگئی ہوں اور میں نے اسلام کی تبلیغ بھی شروع کردی ہے۔اِسی طرح وی آنا سے ایک تعلیم یافتہ عورت کا خط آیا ہے کہ وہ اسلام کی تحقیق کررہی ہے۔وہ عورت غالباً ڈاکٹر ہے۔اِسی طرح اَور مختلف ممالک سے خداتعالیٰ کے فضل سے احمدیت اور اسلام کی ترقی کی خبریں آرہی ہیں۔پچھلے ہفتے کوئی آٹھ دس بیعتیں امریکہ سے بھی آئی ہیں اور لکھا تھا کہ ایک نئی جگہ سے بھی بعض بیعتیں آئی ہیں جہاں حال ہی میں جماعت قائم ہوئی ہے۔لیکن ہم ابھی تک امریکہ سے خوش نہیں کیونکہ گو وہاں نئی جماعتیں قائم ہورہی ہیں لیکن نئے مبلغ نہیں جارہے اور وہاں کا رئیس التبلیغ یہ شکوہ کرتا رہتا ہے کہ ہمیں کوئی چندہ نہیں آتا۔حالانکہ اُن سے پہلے اِس چندے سے دُگنا چندہ آتا تھا جو اَب آتا ہے۔یہ نئے رئیس التبلیغ 1944ء میں گئے ہیں اور جب سے یہ گئے ہیں کچھ ایسی نحوست پڑی ہے کہ وہاں کے مشن کے چندے کم ہوگئے ہیں اور احمدیوں کی تعداد بھی کم ہوگئی ہے۔جب مفتی محمد صادق صاحب امریکہ گئے تھے تو اُس وقت سات ہزار سے زیادہ احمدی ہوئے تھے۔پھر ان کے بعد ماسٹر محمد دین صاحب کے زمانہ کے بعض مخلص احمدی اب بھی شکاگو میں موجود ہیں۔اب کچھ دنوں سے پھر کچھ حبشی نومسلموں کے خطوط آنے شروع ہوئے ہیں کہ ان کے علاقہ میں احمدیت کی ترقی ہورہی ہے۔لیکن میں نے یہ تجویز کیا ہے کہ امریکہ اتنا بڑا ملک ہے کہ کوئی انچارج مبلّغ ایک جگہ بیٹھ کر تمام مشنوں پر کنٹرول نہیں کرسکتا۔اس لیے اس ملک کے سب مشنوں کو الگ الگ کردیا جائے

اور رئیس التبلیغ کا جھگڑا ختم کر دیا جائے۔ رئیس التبلیغ صاحب اپنے علاقہ میں تبلیغ کریں اور بتائیں کہ ان کی تبلیغ کی وجہ سے کتنے نئے احمدی ہوئے ہیں اور کتنا چندہ آیا ہے۔ اس سے پتا لگ جائے گا کہ ان کا مشن چلنے لگ گیا ہے یا نہیں۔ اِس وقت کام دوسرے مبلّغ کرتے ہیں اور اُن کے مشنوں کی آمد رئیس التبلیغ صاحب پر خرچ ہو جاتی ہے۔ پس میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہر مشن اپنے چندے سے اپنا کام چلائے۔ وہ اپنا چندہ اپنے علاقہ سے باہر نہیں بھیجے گا اور براہِ راست ہم سے تعلق رکھے گا۔ ہم اُس کی نگرانی کریں گے تا ہمیں ہر مشن کے متعلق پتا لگتا رہے کہ وہ کیا کام کر رہا ہے۔ اور براہِ راست مرکز سے تعلق کی وجہ سے مشنوں کو بھی احساس ہو کہ ان کے کام کی نگرانی ہو رہی ہے۔ آخر امریکہ ہندوستان سے تین گُنا وسیع ملک ہے اور اتنے بڑے ملک میں ایک جگہ بیٹھ کر سارے ملک پر نگرانی نہیں ہو سکتی۔ اور اگر ان کے لیے سارے ملک پر نگرانی کرنا مشکل ہے اور ہمارے لیے بھی نگرانی کرنا مشکل ہے۔ تو پھر ہم خود کیوں نگرانی نہ کریں۔ کیوں مبلغین میں سے ایک کا نام رئیس التبلیغ رکھ کر دوسروں کے اندر رقابت کا جذبہ پیدا کریں۔ وہ اپنی جگہ کا انچارج مشنری رہے۔ ہاں! اگر ہمیں موجودہ انچارج مشنری یا کسی دوسرے مشنری کو اُس کے علاقہ سے باہر بھیجنا پڑے تو وہ چلا جائے۔ ورنہ ہر شخص اپنی اپنی جگہ کام کرے۔

بہرحال مختصراً میں نے بتایا ہے کہ بیرونی ممالک میں خدا تعالیٰ کے فضل سے احمدیت کی ترقی کے آثار پیدا ہو رہے ہیں اور اب کیپ ٹاؤن میں بھی ایک عورت نئی احمدی ہوئی ہے۔ ہم یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ وہاں یہ پہلی عورت احمدی ہوئی ہے کیونکہ اس سے پہلے بھی وہاں دو بھائی احمدی ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک تو چند سال ہوئے فوت ہو گیا ہے اور دوسرا ابھی زندہ ہے اور مجھے پچھلے سفر یورپ میں لندن میں ملا تھا۔ ان میں سے ایک کا نام یوسف سلیمان تھا اور دوسرے کا نام عمر سلیمان ہے۔ یوسف سلیمان جو پرانے احمدی تھے وہ فوت ہو گئے ہیں۔ عمر سلیمان ابھی زندہ ہیں۔ جب میں انگلستان گیا تو مجھے معلوم ہوا کہ انہوں نے اپنے پاس سے خرچ دے کر اپنے مرحوم بھائی کی یادگار میں ہماری لندن مسجد کی ایک دیوار بنوائی ہے اور اس پر جلی حروف میں یہ لکھوایا ہوا ہے کہ یوسف سلیمان کی یاد میں یہ کتبہ لگایا جاتا ہے۔ یوسف سلیمان بہت مخلص تھے۔ عمر سلیمان اتنے مخلص نہیں تھے۔ لیکن اب وہ زیادہ تعلق رکھنے لگ گئے ہیں اور مخلص احمدی ہیں۔ غرض جیسا کہ میں نے بتایا ہے یہ دو بھائی

کیپ ٹاؤن کے پرانے احمدی تھے۔ ان کے والد احمدی نہیں تھے۔ مگر یہ دونوں انگلستان میں احمدی ہوئے تھے۔ اب ایک انگریز عورت احمدی ہوئی ہے۔ اسے گویا تیسرا احمدی کہنا چاہیے لیکن چونکہ اب وہاں کوئی اَور احمدی نہیں ہے اس لیے یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ پہلی احمدی عورت ہے۔ یوسف سلیمان صاحب 1946ء میں قادیان میں میرے پاس آئے تھے اور انہوں نے کہا تھا کہ میں کلکتہ سے ہوکر ساؤتھ افریقہ جاؤں گا۔ وہاں ہماری جائیداد ہمارے غیر احمدی رشتہ داروں کے قبضہ میں ہے اُس کی بھی نگرانی کروں گا اور تبلیغ بھی کروں گا۔ مگر وہ جاتے ہی فوت ہوگئے اور تبلیغ نہ کر سکے۔

یہ ساؤتھ افریقہ کے اُس خاندان سے تھے جس نے سب سے پہلے وہاں آزادی کی تحریک چلائی تھی۔ عمر سلیمان نے مجھے بتایا تھا کہ جب گاندھی جی ساؤتھ افریقہ گئے اور پہلی دفعہ انہیں سیاسی کام کرنا پڑا تو وہ میرے باپ کے پاس ہی ٹھہرے تھے اور انہی سے مل کر انہوں نے ایک انجمن بنائی تھی۔ اس کے بعد وہ ہندوستان آ گئے اور یہاں آ کر وہ ایک بڑے لیڈر بن گئے۔ بہرحال جیسا کہ میں نے بتایا ہے وہاں اب ایک انگریز عورت احمدی ہوئی ہے اور اس نے لکھا ہے کہ میں نے تبلیغ شروع کر دی ہے۔ خدا کرے کہ اس کے ذریعہ وہاں ایک بڑی جماعت پیدا ہو جائے۔ وہاں ہندوستانیوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ اگر وہ عورت ہندوستانیوں میں تبلیغ کرے تو اسے زیادہ کامیابی ہوسکتی ہے۔ اس میں کوئی شُبہ نہیں کہ ہندوستانیوں کے دلوں میں انگریزوں کی حقارت پائی جاتی ہے اور انگریزوں کے دلوں میں ہندوستانیوں کی حقارت پائی جاتی ہے مگر انگریزوں کا ہندوستانیوں پر ابھی تک رُعب قائم ہے۔ اگر کوئی انگریز ہندوستانیوں میں تبلیغ کرے تو وہ فوراً ماننے کو تیار ہو جائیں گے۔ پس اگر وہ عورت ہندوستانیوں میں تبلیغ کرے تو ممکن ہے وہ کامیاب ہو جائے۔

مغربی افریقہ سے ایک اَور خوشکن اطلاع یہ آئی ہے کہ وہاں کے ایک احمدی دوست جو بڑے رئیس ہیں اسمبلی کی ممبری کے لیے کھڑا ہونے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ پہلے بھی وہ اسمبلی کے ممبر تھے مگر اَب وہ اسمبلی ٹوٹ گئی ہے۔ نئے انتخاب ہونے والے ہیں۔ اِس دفعہ ان کی پارٹی کو ان پر اتنا اعتبار ہے کہ وہ یہ بھی خیال کرتے ہیں کہ شاید وہ وزیر ہو جائیں۔ دوست ان کے لیے دعا کریں کہ وہ اپنے اس ارادہ میں کامیاب ہو جائیں۔ یہاں پاکستان میں تو ہمیں خالی ممبریاں ملنی بھی مشکل ہیں مگر ان علاقوں میں ہمارے دوست اگرچہ تعداد میں تھوڑے ہیں مگر وہ وزارتوں پر بھی ہاتھ مارنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

اگر وزارت میں ہمارا کوئی آدمی آ جائے تو وہ بڑا مفید ہو سکتا ہے۔ مثلاً آج ہی شائع ہوا ہے کہ غانا کی حکومت نے ساری افریقی حکومتوں کو دعوت دی ہے کہ ہم سب ایک مشترکہ اجلاس کریں۔ اگر ہمارا کوئی آدمی وزارت میں آ جائے تو دوسرے ممالک سے تعلقات پیدا کرنے کا موقع نکل سکتا ہے۔ اور بالکل ممکن ہے کہ ہمارے تعلقات سوڈان کے وزراء سے بھی ہو جائیں، لیبیا کے وزراء سے بھی ہو جائیں، حبشہ کے وزراء سے بھی ہو جائیں، لائبیریا کے وزراء سے بھی ہو جائیں اور ان سارے علاقوں میں تبلیغ کے نئے رستے کُھل جائیں۔ وہ لوگ ہیں تو بہت وسیعُ الخیال مگر لوگوں سے ڈرتے ہیں۔ مثلاً لیبیا کے بادشاہ نے وعدہ کیا تھا کہ میں اپنے ملک میں آپ لوگوں کا مبلّغ آنے دوں گا۔ لیکن بعد میں لوگوں سے ڈر گیا۔ پس دعا کرو کہ تبلیغ کے جو نئے رستے کُھل رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان میں ہمیں کامیابی بخشے اور ان کے علاوہ اَور بھی نئے راستے کھولے۔

پھر دوست یہ بھی دعا کریں کہ ہمارا اردو ترجمۃ القرآن عمدگی کے ساتھ شائع ہو جائے اور پھر تفسیر بھی لکھی جائے۔ قرآن کریم کے تراجم میں سے روسی زبان میں ترجمہ ہو چکا ہے اور اب امریکہ میں اس پر نظرِ ثانی ہو رہی ہے۔ انگریزی میں بھی ترجمہ شائع ہو چکا ہے۔ ڈچ زبان میں بھی ترجمہ شائع ہو چکا ہے، جرمن میں بھی شائع ہو چکا ہے، سپینش زبان میں بھی ترجمہ ہو رہا ہے۔ یہ پانچ تراجم ہو گئے۔ ان کے علاوہ پرتگیزی اور اٹالین زبانوں میں بھی تراجم ہو رہے ہیں۔ یہ دونوں ملا کر سات تراجم ہیں جو ہماری طرف سے یورپین زبانوں میں ہو چکے ہیں یا ہو رہے ہیں۔ پھر ہندی اور گورمکھی زبانوں میں بھی تراجم ہو رہے ہیں۔ اردو ترجمہ مکمل ہو جائے تو یہ دس تراجم ہو جائیں گے۔ انڈونیشین زبان میں بھی قرآن کریم کا ترجمہ ہو رہا ہے، سواحیلی زبان میں ترجمہ شائع ہو چکا ہے، لوگنڈا زبان میں بھی ترجمہ ہو رہا ہے، اسی طرح اب مشرقی افریقہ سے یہ اطلاع آئی ہے کہ ٹانگانیکا کے علاقہ کی زبان چونکہ دوسرے علاقوں سے مختلف ہے اس لیے وہاں کی زبان میں بھی ترجمہ کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ یہ سارے تراجم شائع ہو گئے تو پندرہ بیس تراجم ایسے ہوں گے جو ہماری جماعت کی طرف سے شائع ہوں گے اور ان کے ذریعہ سے جو لوگ مسلمان ہوں گے ان کا ثواب ساری جماعت کو پہنچے گا۔ کیونکہ یہ کام اِسی طرح ممکن ہوا ہے کہ ہمارے ایک غریب سے غریب آدمی نے بھی اپنی تھوڑی بہت پونجی لا کے دے دی۔

ہماری جماعت کی حالت اُس بڑھیا عورت کی سی ہے جو سُوت کی دو اَٹیاں لے کر حضرت یوسفؑ کو خریدنے کے لیے آئی تھی۔ قصّہ مشہور ہے کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام بازار میں فروخت ہونے کے لیے آئے تو ایک بڑھیا بھی آئی اور اس نے کہا میں نے بھی بولی دینی ہے۔ کسی نے کہا بی بی! بولی دینے کے لیے تیرے پاس روپیہ بھی ہے؟ اُس نے کہا روپیہ تو میرے پاس موجود نہیں۔ یہ دوسُوت کی اَٹیاں ہیں۔ اس نے کہا جب تیرے پاس روپیہ ہی نہیں ہے تو تُو بولی دینے کے لیے کیوں آئی ہے؟ اس نے جواب دیا میں نے یہ سمجھا تھا کہ شاید اَور کوئی بولی دینے والا نہ ہو اور مجھے ان دوسُوت کی اَٹیوں کے بدلہ میں ہی یوسف مل جائے۔ تمہاری مثال بھی اس عورت کی سی ہے۔ تم نے بھی اپنی سُوت کی اَٹیاں پیش کر دی ہیں۔ مگر یوسف کی خریدار بڑھیا عورت تو اپنی دو اَٹیاں لے کر واپس چلی گئی تھی۔ اسے یوسف نہیں ملا تھا۔ مگر خدا نے تمہاری اَٹیوں کو قبول کر لیا ہے اور تم کو یوسفِ قرآن مل گیا ہے۔ گو تمہارے چندے اور تمہاری قربانیاں یوسف کو خریدنے والی بڑھیا کی طرح ہی تھیں مگر خدا تعالیٰ نے تمہاری اَٹیوں کو قبول کر لیا اور قرآن کریم کا یوسف تمہیں مل گیا لیکن اس بڑھیا کی اَٹیوں کو قبول نہ کیا گیا اور یوسف بادشاہ کے ایک وزیر کے گھر میں پہنچ گئے۔ مگر تمہارا یوسف تمہیں ایسا ملا ہے کہ مصر کے ایک شدید مخالف اخبار نے بھی لکھا کہ گزشتہ تیرہ سَو سال سے مسلمان بادشاہ بھی موجود تھے، اسلامی حکومتیں بھی تھیں مگر ان میں سے کسی کو اسلام پھیلانے کی وہ توفیق نہ ملی جو اس غریب جماعت کو ملی ہے۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا احسان ہے ورنہ ''من آنم کہ من دانم'' ہم اپنی حقیقت اور اپنی کمزوریوں کو خوب جانتے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کا فضل نہ ہوتا تو جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ

پھر خدا جانے کہاں یہ پھینک دی جاتی غبار2

ہم ایک ذلیل مٹی کی طرح ہوتے یا کوڑا کرکٹ کی طرح ہوتے جس کو اُٹھا کر باہر پھینک دیا جاتا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اس مٹی اور کوڑا کرکٹ کو قبول کر لیا اور اسلام کی خدمت کی ذمہ داری اس غریب جماعت پر ڈال دی۔ اور پھر اس کو اس کام کی توفیق دی اور اسے کامیاب بھی کر دیا۔ اور پھر بڑے بڑے شدید دشمنوں سے یہ اقرار بھی کرا لیا کہ درحقیقت اسلام کی خدمت کرنے والے یہی لوگ ہیں۔

مجھے ایک اَور بات بھی یاد آ گئی کہ امریکہ سے وہ کتاب بھی آ گئی ہے جس کا ذکر

چودھری ظفر اللہ خان صاحب نے اپنی جلسہ سالانہ کی تقریر میں کیا تھا کہ ایک اٹالین عورت نے اسلام کے متعلق ایک ایسی کتاب لکھی ہے کہ کسی مسلمان نے بھی ویسی کتاب نہیں لکھی۔ اب اس کا ترجمہ انگریزی زبان میں ہوا ہے اور وہ چھپ کر آٹھ دس دن ہوئے یہاں پہنچ گیا ہے۔ ابھی اس کی ایک ہی جلد آئی ہے۔ اگر وہ لائبریریوں میں رکھی جائے اور انگریزی دان لوگ اسے پڑھیں تو ہوسکتا ہے کہ اَور کتابیں بھی منگوالی جائیں اور پھر پاکستان میں اس کی اشاعت کی صورت نکل آئے''۔

خطبہ ثانیہ کے بعد فرمایا:

''نماز کے بعد میں کچھ جنازے پڑھاؤں گا۔

(1) منظور احمد صاحب پٹواری مال لاہور تپ دق سے ہسپتال میں فوت ہو گئے ہیں اور ہسپتال والوں نے انہیں لاوارث سمجھ کر نہ تو ان کا جنازہ پڑھا اور نہ ہی ان کی قبر بنائی۔ پیدائشی احمدی تھے۔

(2) عبدالحفیظ خان صاحب ابن عبدالغفور خاں صاحب پشاور۔ تپ دق سے ڈاڈر سینی ٹوریم میں بیمار تھے۔ وہیں فوت ہوئے۔ لکھنے والا لکھتا ہے کہ ہمیں یہ بھی علم نہیں کہ اُن کا جنازہ کسی نے پڑھا بھی ہے یا نہیں۔

(3) عبدالغفور خاں صاحب ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر کراچی فوت ہو گئے ہیں۔ دیر سے بیمار تھے۔ رمضان المبارک کی وجہ سے جنازہ میں بہت کم لوگ شریک ہو سکے۔

(4) والدہ صاحبہ سلطان محمود صاحب انور کھاریاں ضلع گجرات فوت ہوگئی ہیں بارش کی وجہ سے زیادہ احباب جنازہ میں شریک نہ ہو سکے۔

میں ان چاروں کا جنازہ جمعہ کی نماز کے بعد پڑھاؤں گا۔ سب دوست میرے ساتھ نماز جنازہ میں شریک ہوں''۔ (الفضل 27/اپریل 1957ء)

1: يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِى اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ (المائدة:55)

2: درثمین اردو۔ زیر عنوان ''مناجات اور تبلیغ حق''